نمبر ۱۱۶ | مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۳۳ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۳ر ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۸ر مارچ بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کے پیٹ درد میں اگرچہ اب تخفیف ہے۔ لیکن آج صبح گلے کی تکلیف تھی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

سالانہ امتحانات کے بعد مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول عنقریب کھلنے والے ہیں۔ بیرونی احباب کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنے بچوں کو قادیان کی درسگاہوں میں تعلیم دلانے کے لئے جلد بھیج دیں تاکہ شروع سال سے ہی تعلیم میں وُہ حصہ لے سکیں۔ اور ان کی پڑھائی میں حرج واقعہ نہ ہو ؛

ذوالحجہ کا چاند ۲۷۔ مارچ کو دکھیا گیا۔ اس لحاظ سے عید الاضحٰے ۶ر اپریل کو ہوگی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قبولیت دُعا کا ایک طریق

"دُعا میں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی۔ تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ کہ ایک شخص بزرگ سے دُعا منگوائیں۔ اور خدا سے دُعا مانگیں۔ کہ وُہ اس مرد بزرگ کی دُعاؤں کو سُنے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ اس طرح دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوُا ہے۔ اور پچھلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہُوئے۔ اور دُعا کی۔ مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے۔ وشاید شیخ نظام الدین رح۔ یا خواجہ قطب الدین رح) دُعا کے لئے فرمایا۔ انہوں نے بہت دُعا کی۔ مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دُعا مانگی۔ کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وُہ درجہ عطا فرما۔ کہ اس کی دُعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور صبح کے وقت ان کو کہا۔ کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دُعا مانگی ہے۔ یہ سُنکر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی۔ اور اُس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دُعا کی ہے۔ تو آؤ پہلے انہیں سے شروع کرو۔ اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دُعا مانگی۔ کہ باوا غلام فرید کو شفا ہوگئی"

(الحکم ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء)

جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب

مبلغ انگلستان کی آمد

۶۔ اپریل کو کراچی پہونچیں گے

جناب خانصاحب موصوف کی لنڈن سے روانگی کی اطلاع جو بذریعہ ریوٹر موصول ہوئی تھی۔ الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اب ان کی طرف سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ انشاء اللہ ۳۰۔ مارچ کو بصرہ پہونچیں گے۔ اور وہاں سے یکم اپریل کو جہاز میں سوار ہو کر ۶۔ اپریل کو کراچی پہنچیں گے۔ کراچی سے اسی دن رات کے ۸ بجے پسنجر ٹرین میں روانہ ہو کر ۱۰۔ اپریل کی صبح لاہور تشریف لائیں گے۔ اور اسی روز دوپہر کی گاڑی سے قادیان پہونچ جائیں گے۔ جہاں جہاں کی جماعتوں کو موقعہ ملے۔ اپنے مجاہد بھائی کے شایان شان استقبال کریں۔ اور ملاقات کر کے مسرت اندوز ہوں ؛

ایک احمدی نوجوان کی شاندار کامیابی

شارٹ ہینڈ کے متعلق حال ہی میں سلون ڈپلومین سوسائٹی راس گیٹ (انگلینڈ) نے جو مقابلے کرائے اُن میں دُنیا کے مختلف ممالک سے بائیس (۲۲) مختلف زبانوں کے اندر شارٹ ہینڈ جاننے والوں نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اس سوسائٹی کی طرف سے بارہ انعام مقرر تھے جن میں سے سب سے بڑے دو انعام ہندوستان اور مصر کے حصہ میں آئے۔ ایک انعام کرنیل واٹسن صاحب کی طرف سے ایک کپ کی صورت میں تھا۔ یہ انعام قاہرہ سٹی پولیس کے ایک افسر مسٹر الفرڈ نکلسن نے حاصل کیا۔ چونکہ یہ انعام کئی مختلف زبانوں میں شارٹ ہینڈ کی تحریر اور اس کے قواعد کے مرتب کرنے۔ اور سب سے زیادہ زبانوں میں صحیح مصالحہ بہم پہچانے والے شخص کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ اس لئے لازماً وہ کسی ایسے شخص کو ہی مل سکتا تھا۔ جو ایسے مقام سے تعلق رکھنے والا ہو۔ جہاں مختلف ممالک کی زبانوں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ ہو۔ جیسا کہ قاہرہ ہے مگر دوسرا انعام جو سب سے زیادہ رفتار دکھلانے والے کے لئے مقرر تھا۔ وہ ایک سونے کا تمغہ تھا۔ اور یہ اُس شخص کو دیا جانا تجویز ہوا تھا۔ جو شارٹ ہینڈ میں سب سے زیادہ رفتار دکھلائے۔ اور وہ ایسی رفتار ہو۔ جو اب تک کسی نے ساری دُنیا میں نہ دکھلائی ہو گویا وہ پہلا ریکارڈ بھی بیٹ کرے۔ اور موجودہ شارٹ ہینڈ لکھنے والوں میں بھی سب سے زیادہ تیز رفتار ثابت ہو یہ انعام عزیز مکرم مسٹر اعجاز الحق خان صاحب احمدی پسر ماسٹر محمد طفیل خان صاحب احمدی مدرس مدرسہ احمدیہ نے حاصل کیا۔ عزیز موصوف نے لاہور میں ایک امتحان کے موقعہ پر جو نہایت معزز اور ذمہ وار افسران کی موجودگی میں دو سو بچاس الفاظ فی منٹ کی رفتار سے ایک پرچہ شارٹ ہینڈ میں لکھا۔ یہ سب سے بڑا انعام سپیڈ کا اس کے حصہ میں آیا اس سے اور چھوٹے انعامات بھی شارٹ ہینڈ میں اچھی سپیڈ دکھلانے کے مقرر تھے۔ جو انگلستان۔ فرانس۔ نیوفونڈلینڈ۔ مغربی افریقہ اور ملایا کے اصحاب کو دیئے گئے۔ عزیز موصوف نے ۱۹۲۳ء میں رپورٹنگ سٹائل کا ڈپلوما حاصل کیا۔ ۱۹۲۸ء میں ٹیچرز ڈپلوما لیا۔ اور اب ۱۹۳۳ء میں انہوں نے یہ گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ہم اس کامیابی پر ان کو۔ اور ان کے خاندان کو تہ دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ اور احمدی نوجوانوں سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں امتیازی شان حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ؛

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے متعلق اعلان

قابل توجہ امراء و سکرٹریان جماعت احمدیہ

مجلس مشاورت کا اجلاس جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ اپریل ۱۹۳۳ء کو ہوگا۔ اس وقت تک بہت کم جماعتوں کی طرف سے نمائندگان کے انتخاب کی اطلاع دفتر میں پہونچی ہے۔ اس لئے امراء و سکرٹریان جماعت کو چاہیئے۔ کہ جنہوں نے ابھی تک اطلاع نہ دی ہو۔ وہ جلد سے جلد نمائندگان مجلس مشاورت کا انتخاب کر کے دفتر میں اطلاع دیں۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ و رجسٹرڈ لجنہ اماء اللہ کو بجٹ و ایجنڈا ۱۵۔ مارچ کو بھجوایا گیا ہے۔ جس جماعت یا رجسٹرڈ لجنہ اماء اللہ کو نہ پہونچا ہو۔ وہ اطلاع دے۔ پرائیویٹ سکرٹری

نظارۃ دعوۃ و تبلیغ کا اعلان

سالانہ رپورٹیں جلد بھجوائیے

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے لئے سالانہ رپورٹ تیار ہو رہی ہے۔ تمام جماعتیں اپنی سالانہ تبلیغی کارروائی کی رپورٹ ۵ اپریل تک بھیجکر ممنون فرمائیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

کمیٹی دارالانوار کا ایک ضروری اعلان

تمام حصہ داران دارالانوار کی خدمت میں اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ حسب قواعد ہر ایک دوست کی قسط ہر ماہ کی ۲۱۔ تاریخ قبل دوپہر داخل خزانہ ہو جانی چاہیئے۔ جو دوست اپنی قسط وقت مقررہ پر داخل نہ کرا سکیں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی قسط کے ساتھ بحساب فی قسط ار فی یوم جرمانہ بھی داخل فرمایا کریں۔ لیکن دیکھا جا رہا ہے۔ کہ جن اصحاب کی قسطیں وقت مقررہ کے بعد داخل ہوتی ہیں۔ وہ جرمانہ کی رقم ساتھ داخل نہیں فرماتے جس سے ان سے مطالبہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح دفتری کام بڑھتا ہے

"الفضل" کی توسیع اشاعت

جیسا کہ پچھلے دو نمبروں میں عرض کیا گیا ہے۔ احباب کرام کو پوری کوشش سے خریداران الفضل بڑھانے چاہئیں۔ جو اصحاب پہلے خریدار تھے۔ ان کو نمونے کے پرچے پہونچ چکے ہیں۔ اور اس وقت ایک خاص تحریک ہو چکی ہے بعض اصحاب تین ماہ کے لئے سردست خریدار بن گئے ہیں۔ دوست اگر اس تحریک کو پھیلا دیں۔ اور اپنے اپنے زیر اثر حلقہ میں توسیع اشاعت الفضل کا کام شروع کر دیں۔ تو بفضلہ تعالیٰ ایک ماہ کے اندر پانسو خریدار ہو سکتا ہے (منیجر الفضل)

مصباح کا عید نمبر

مصباح کے تبلیغی نمبر۔ اور خلافت نمبر کے بعد اب یکم اپریل کا مصباح عید نمبر ہے۔ اس پرچے میں عید اضحےٰ کے مسائل بہ دلائل درج کئے گئے ہیں۔ ہر ایک مسئلہ پر احادیث سے مفصل بحث ہے مضمون ہر طرح سے مکمل اور نافع الناس ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اپنے اپنے گھروں میں مصباح جاری کرا لیجئے۔ تا دینی مسائل سے پوری واقفیت ہے۔ قیمت فی پرچہ ڈیڑھ آنہ۔ سالانہ دو روپے آٹھ آنے ؛

(منیجر "مصباح"۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

مولوی ظفر علی عیسائیت اور برطانی استعمار کی حمایت میں

حکومت کے آستانہ پر ظفر علی کی ناصیہ فرسائی

مولوی ظفر علی کی ابن الوقتی

مولوی ظفر علی کے متعلق کون اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ آپ عجائباتِ عالم میں سے ہیں۔ آپ کا بے اصولاپن اور تلون مزاج مشہور عام وخاص ہے۔ آپ پرلے درجہ کے مطلب پرست۔ ابن الوقت۔ اور ابنِ زر ہیں۔ جس طرف سے کچھ ملنے کی امید ہو۔ یا کسی قسم کا فائدہ نظر آئے۔ تمام باتوں کو یکسر نظر انداز کرکے نہایت بے تکلفی کے ساتھ اسی طرف لڑھک جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے احسانات ظفر علی پر

مسلمانوں نے آجتک بارہا اپنے اموال سے اس کی۔ اور اس کے خاندان کی پرورش کی۔ غربا نے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے اس کے اور اس کے لاڈلے اور نازپروردہ بیٹے کی بے راہ رویوں اور عیاشیوں کے لئے اس کی جیبیں بھر دیں۔ لاکھوں روپیہ اس کی ڈگریوں کی ادائیگی۔ اس کے مسرفانہ قرضوں کی بے باقی۔ بلکہ جائداد کی خرید کے لئے اس کے سپرد کر دیا۔ اور مختلف چندوں اور فنڈوں کی صورت میں اس کے حوالہ کرتے رہے

ظفر علی کی محسن کشی

لیکن اس محسن کش اور غدار نے ایسی محسن قوم کو ہمیشہ "ثمن قلیل" کے عوض دشمنوں کے حوالہ کر دینے کی کوشش کی۔ نہرو رپورٹ کے وقت محض چند پیسوں کی خاطر اس نے ہندوؤں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے سیاسی مفاد کو نقصان پہنچانے کی جو کوشش کی۔ اس سے کون واقف نہیں۔ پھر کانگرس جیسی مسلم کش جماعت کے قدموں پر سادہ لوح مسلمانوں کو ڈال دینے کے لئے یہ جو جو چالیں چلتا رہا۔ وہ ابھی تک ہر ایک کی زبان پر ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ اس کی غداریوں۔ اور اپنے محسنوں کے ساتھ بے وفائیوں کی داستان بیان کرنا اس وقت ہمارے موضوع میں داخل نہیں۔ ان کا ایک اجمالی سا خاکہ "پولٹیکل گرگٹ" اور "کتاب الاشرار" یعنی "ظفر علی خاں یکے از اقوام جرائم پیشہ" اور دیگر مضامین کے مطالعہ سے جو وقتاً فوقتاً مختلف رسالہ جات اور اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں۔ کسی حد تک معلوم ہو سکتا ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر اس کی ابن الوقتی۔ اور مطلب پرستی کا ایک تازہ شرمناک منظر پبلک کے سامنے پیش کرنا ہے۔

حکومت کی طرف سے نوٹس

چند روز ہوئے۔ اسے اور اس کے بعض فتنہ پرداز ساتھیوں کو ان فتنہ انگیزیوں اور دشنام طرازیوں کی وجہ سے جو یہ لوگ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی علیہ السلام کے خلاف کرتے رہے ہیں حکومت کی طرف سے نوٹس دیا گیا۔ کہ تم سے نیک چلنی کی ضمانت کیوں نہ لی جائے۔ اس کے جواب میں ظفر علی جو ہمیشہ حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کی ڈینگیں مارا کرتا ہے۔ اس کے نظام کو تہ و بالا کر دینے کے دعوے کیا کرتا ہے۔ حکومت کے قوانین کی پابندی کو طوقِ غلامی سے تعبیر کیا کرتا ہے۔ انگریزی حکومت کی اطاعت کو ذلت قرار دیا کرتا ہے۔ اور انگریزوں کی رعایا کہلانا اپنی "سیزدہ صد سالہ یثربی روایات" کے منافی بتایا کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنے اقوال کے مطابق اور دعاوی کے شایان شان طریق عمل اختیار کرتا۔ اس نے نوٹس کی گرفت سے بچنے کے لئے نہایت ہی کمینہ اور ذلیل رویہ اختیار کر لیا۔

سادہ لوح مسلمانوں میں عیسائیت کی پرفریب تبلیغ

جیسا کہ ہم ایک گزشتہ پرچہ میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ اس نے یہ کوشش کی۔ کہ اپنی فطرتی عیاری اور چالاکی سے کام لیکر اور اس اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جو بعض عاقبت نااندیش۔ اور کوتاہ بین مسلمانوں میں ابھی تک اسے حاصل ہے رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے ان کی وابستگی کو منقطع کرکے۔ یا کم سے کم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیفتگی میں تخفیف کرکے انہیں مسیحیت کے قدموں میں ڈال دے یا کم سے کم ان کے خیالات اور رجحانات میں اس قسم کا مواد داخل کر دے۔ کہ پادری صاحبان بآسانی انہیں اپنا شکار بنا سکیں۔ اور یہ سب دنارت و مداہنت اور بے غیرتی دے جمینی محض اس لئے اختیار کی گئی۔ کہ عیسائی حکومت اس رشوت کو قبول کرکے اس کی قانون شکنی اور امن سوزی کو نظر انداز کر دے۔

ظفر علی کا مسیحی ہونے کا اعلان

چنانچہ اس نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا۔ کہ

"میں اپنے اس عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اسلامی نظریہ کے مطابق مسیحی بھی ہوں"

پھر کہا:-

"ہم جارج پنجم کی حکومت سے کہتے ہیں۔ کہ از برائے مسیح ہمیں اس لعنت سے بچائے۔ کہ ہمارے نبی عیسٰے کو گالیاں دی جائیں۔ اور ہم اس پر اعتراض کریں۔ تو الٹا ہم ہی سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی جائے۔ کیا مسیحیت کی غیرت آج مر گئی؟"

مذہبی بے غیرتی کی انتہاء

"عیسٰے نبی اللہ کو گالیاں" دینے کے بے ہودہ الزام کو ہم اس وقت چھیڑنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ جو شخص احمدیت کے لٹریچر سے ادنےٰ واقفیت بھی رکھتا ہے۔ وہ اس افترا کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر جو امر ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں آپ کے نام پر جان قربان کر دینے کے دعویداروں۔ اور آپ کو اپنا نبی یقین کرنے والوں کو ظفر علی کا حضرت عیسٰے کو "ہمارا نبی" ماننے کا سبق دینا کہاں تک اسلامی غیرت اور ملی حمیت کے رو سے مناسب اور موزون ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ کہ ہر نبی پر جو کسی قوم یا ملک کی طرف بھی مبعوث ہوا۔ ایمان لانا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے، لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی امتیازی عقیدت اور وابستگی کو ظاہر کرنے کے لئے آج تک مسلمان بالاتفاق "اپنا نبی" کے الفاظ صرف آپ ہی کی ذات کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اب ظفر علی کا اس دیرینہ اور مسلمہ صحیح خیال سے منحرف کرکے اپنے مسیحی ہونے کے اعلان کے ساتھ انہیں بھی حضرت عیسٰے کو "ہمارا نبی" سمجھنے کی تعلیم دینا ان کے اندر اگر عیسائیت کے نفوذ کے لئے رستہ صاف کرنا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

اڑے وقت میں حکومت کو امداد دینے کا دعویٰ

پھر اس کے ساتھ ہی اس کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ کہ وہ مسلمانوں

کو مخاطب کرتا ہُوا کہتا ہے۔ کہ

"آج خواہ حکومت کی وقتی مصلحتیں قادیانیوں کو اس کی چہیتی امت بنا دیں۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ وُہ آڑے وقتوں میں حکومت کے ہرگز کام نہیں آسکتے۔ حکومت کی امداد سر عمر حیات خاں سر فیروز خاں۔ نون۔ سر سکندر حیات خاں۔ خان بہادر رحیم بخش ہی کر سکتے ہیں۔ یہ قادیانی نہیں جنہیں کسی بات کا شعور نہیں۔ حکومت کی اعانت ان قادیانیوں نے نہیں کی۔ بلکہ ان مسلمانوں نے کی۔ جو عراق و شام میں ثمن قلیل کے عوض اپنا دین و ایمان بیچ آئے ۔"

محض ایک معمولی سی گرفت سے بچنے کے لئے مولوی ظفر علی جو جماعت احمدیہ سے اس لئے خفا ہے۔ کہ وُہ جہاد بالسیف کو اس زمانہ کے لحاظ سے موزون نہیں سمجھتی۔ کس خیرہ چشمی سے حکومت پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ انگریزوں کے آڑے وقت میں وُہ اور اس کے ہم خیال ہی اپنا دین و ایمان ثمن قلیل کے عوض بیچنے کے لئے تیار ہوسکیں گے۔ احمدیوں سے اس بات کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ اور جب اس قسم کی کوئی توقع احمدیوں سے نہیں۔ تو پھر کیوں نہ ظفر علی کی خواہش کے مطابق انہیں کچل دیا جائے۔ حکومت ظفر علی کے اس فریب میں آئے یا نہ آئے۔ لیکن اس سے یہ تو ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ حکومت برطانیہ کی خاطر نہ صرف اپنا دین و ایمان بیچنے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کے دین و ایمان کا سودا کرنے کا دعوے رکھتا ہے۔ اور اس طرح حکومت کو اپنی خیر خواہی کے متعلق یقین دلانا چاہتا ہے۔

مسلمانوں کا بدترین دشمن

کیا اس سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ ظفر علی جو بہت بڑا حریت پرست اور برطانی استعمار کا اشد ترین دُشمن اس لئے بنا پھرتا ہے۔ کہ عوام میں شورش پیدا کر کے اپنے ہاتھ رنگ سکے۔ ذرا سا خطرہ پیش آنے پر کس طرح عیسائیت اور مغربی استعمار کے آستانے پر ناک رگڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اور کس بے حیائی سے مسلمانوں کو حکومت کی آڑے وقت میں مدد کرنے کے لئے اپنا "دین و ایمان تک بیچ دینے" کا درس دے رہا ہے۔ پھر جماعت احمدیہ کی مخالفت کی آڑ میں جہاں ایک طرف مسلمانوں کے اندر مذہب عیسوی کی اشاعت کے لئے رستہ بنا رہا ہے۔ وہاں دوسری طرف انہیں "عراق و شام" میں جا کر "ثمن قلیل کے عوض اپنا دین و ایمان بیچ" دینے کی تعلیم دے رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کا دشمن اور کون ہو سکتا ہے۔:

"زمیندار" کا عذر گناہ

ہم نے جب اس حقیقت کا اظہار کیا۔ تو "زمیندار" نے اپنے آقا کی پردہ پوشی کرتے ہُوئے یہ عذر پیش کیا۔

"مسیحی دُنیا کا مذہب آج استعمار ہے۔ اسے اسلام یا مسیحیت کی تبلیغ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اس لئے اسے اپنے برگزیدہ نبی کے ناموس کا پاس نہیں۔ وُہ ان باتوں کو مطلق درخور اعتنا نہیں سمجھتی۔ کہ قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام اور مریم عذرا پر کیسی کیسی پھبتیاں کہتے ہیں۔ . . . . مولانا ظفر علی خاں نے ارباب اقتدار کو متنبہ کیا تھا۔ کہ وُہ استعمار کی پوجا چھوڑ دیں۔ اور اپنے نبی کے ناموس کے تحفظ کو تمام باتوں پر مقدم سمجھیں۔ اور آج ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ اگر برطانیہ کی مسیحی حکومت کی غیرت مردہ نہیں ہو گئی۔ تو وُہ سیاسی اغراض اور سیاسی اتحاد کو سرمایہ استعمار سے ٹھکرا کر اپنے نبی کے ناموس کے تحفظ کی خاطر سینہ سپر ہو جائے۔ ورنہ ہم مسلمانوں کو پورا پورا موقعہ دے۔ کہ اپنے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ناموس کے تحفظ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیں":

ظفر علی۔ اور عیسائیوں کا "اپنا نبی"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس پر جو جگر خراش حملے عیسائی پادریوں کی طرف سے آج تک کئے جا چکے ہیں۔ اور کئے جا رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے جن مسلمانوں کو "اپنا سب کچھ قربان" کرنا تو درکنار۔ کچھ بھی قربان کرنے کی کبھی توفیق نہ ہوئی اور قربان کرنا تو الگ رہا۔ زبان ہلانے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ ان کی نمائندگی کرتے ہُوئے آج "زمیندار" کا "اپنے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام" کے ناموس کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے اس قدر بے قراری کا اظہار کرنا ایک ایسا صاف اور واضح معاملہ ہے۔ جس کی اصلیت تک پہونچنے کے لئے کسی بڑے غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ جماعت احمدیہ آج قائم نہیں ہوئی۔ قریباً نصف صدی اس پر گزر چکی ہے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو الزام ہم پر خواہ مخواہ لگایا جا رہا ہے۔ وُہ بھی کوئی نیا نہیں۔ بلکہ پُرانی بات ہے۔ پھر "زمیندار" اور اس کا آقا ظفر علی بھی آج پیدا نہیں ہُوئے۔ قریباً جماعت احمدیہ کے ابتدا سے ہی چلے آتے ہیں۔ پھر مولوی ظفر علی۔ اور "زمیندار" کا آج اپنے اس "برگزیدہ نبی" کے ناموس کے تحفظ کے لئے جو برطانی حکومت کا بھی "اپنا نبی" ہے۔ "سب کچھ قربان کر دینے" پر آمادگی ظاہر کرنا اگر اس نوٹس کا اعجاز نہیں۔ جو مولوی صاحب کو نیک چلنی کی ضمانت دینے کے متعلق ملا۔ تو بتایا جائے یہ سب کچھ قربان کر دینے کا خیال پہلے کبھی کیوں نہ آیا۔

جارج پنجم کو مسلمان کرنے کا دعویٰ

پھر اور سنیئے۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت کے لئے ۱۳۔ مارچ کو لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہُوا جس میں بقول "زمیندار" (۸ مارچ) "حضرت مولانا ظفر علی خاں نے ایک ہنگامہ خیز تقریر" کی۔ اور آخر میں کہا۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ اگر میری تقریر کو آج لفظ بلفظ قلمبند کر کے جارج پنجم تک پہونچا دیا جائے۔ تو وُہ بھی مسلمان ہو جائیں"۔

اپنے "مسیحی" ہونے کا اعلان کرنے کے بعد جارج پنجم کے مسلمان ہونے کی توقع اگرچہ متضاد بات ہے۔ لیکن یہ بے سروپا دعوے کرنا اس لئے ضروری خیال کیا گیا۔ تا کہ عوام پر وُہ اپنی قوت بیان کا سکہ بٹھا سکیں۔ خواہ وُہ ایک لمحہ کے لئے ہی ہو۔ اور اس طرح ان کو اپنے مداح بنا سکیں۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے۔ کہ جب "جارج پنجم" کا مسلمان ہو جانا صرف اس تقریر کے قلمبند ہو جانے پر موقوف ہے۔ جو مولوی ظفر علی نے ۳۔ مارچ کو کی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جارج پنجم کو مسلمان بنانے کے لئے اتنی سی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ آخر ایک دو گھنٹہ کی تقریر کو قلمبند کرنا کونسا ایسا مشکل اور جان جوکھوں کا کام تھا۔ کہ محض اس وجہ سے اسلام کی ایک اتنی بڑی فتح ملتوی کی جا رہی ہے۔ اول تو ظفر علی صاحب خود ہی یہ کام بخیر و خوبی کر سکتے تھے۔ وُہ تقریر کرنے سے پہلے اسے لکھ سکتے تھے۔ اور پھر ان کے متعدد اعوان و انصار میں سے ہی کوئی ایسا کر سکتا تھا۔ خصوصاً اس صورت میں۔ کہ ممکن ہے۔ جارج پنجم جب ان کے ذریعہ ایسے ہی مسلمان ہو جائیں۔ جیسے خود ظفر علی ہیں۔ تو پھر ظفر علی کو جماعت احمدیہ کے خلاف بکواس کی قانونی عقوبت سے بچنے کے لئے ایسی ایسی ذلیل اور کمینہ حرکات کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ لیکن یہ سب کچھ جانتے ہُوئے کچھ نہ کیا گیا۔ جس کی دو ہی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ظفر علی وغیرہ کے دل میں اشاعت اسلام کی اتنی بھی قدر نہیں۔ کہ اس کے لئے ایک دو گھنٹہ بھی صرف کر سکے۔ یا پھر یہ کہ "پچاس ہزار فرزندانِ توحید کے مجمع میں" اس نے جو کچھ کہا۔ وُہ حقیقت سے کوسوں دُور تھا۔ جھوٹ تھا۔ فریب تھا۔ اور بازاری گپ تھی۔ اور جو شخص اتنے بڑے مجمع میں ایسی بے سروپا گپ ہانک سکتا ہے۔ اس کی کسی بات کو کوئی عقلمند ایک ذرہ بھی وقعت دینے کے لئے کیونکر تیار ہو سکتا ہے:.

مولوی ظفر علی کی بڑ

دراصل یہ سب کچھ عوام کو فریب دینے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اور ہر ایک سمجھدار انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھنے کے علاوہ نہایت اوچھے پن کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اگر مولوی ظفر علی کے بیان میں اتنا زور ہے۔ اتنی صداقت ہے۔ اور اتنی کشش ہے۔ کہ جارج پنجم ان کی ایک تقریر پڑھ کر مسلمان ہو سکتے ہیں۔ تو پھر وُہ تقریر جو لاہور کے عوام میں اور ان لوگوں میں جن میں سے کوئی معمولی سے معمولی غیر مسلم بھی اسے قابل وقعت نہیں سمجھتا۔ کی جا سکتی ہے کیوں قلمبند کر کے شہنشاہ معظم کی خدمت میں نہیں بھیجا جاتا۔ اور کیوں اتنی سی بات کے لئے دُنیا کے ایک بہت بڑے انسان کو صداقت اسلام سے دیدہ دانستہ محروم کیا جا رہا ہے۔ مگر یہ مولوی ظفر علی کی محض بڑ ہے جس کی حقیقت خود اس پر بھی اچھی طرح واضح ہے۔ اور وُہ سمجھتا ہے۔ کہ اسلام کی صداقت ثابت کرنے کی اس میں کہاں تک اہلیت ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

تبلیغ کے ساتھ دعاؤں میں بھی لگے رہو

ہماری اپیل اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہونی چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے پچھلے جمعہ لاہور میں اس بات پر خطبہ پڑھا تھا۔ کہ

مومن کو ابتلاء

آتے ہی رہتے ہیں۔ اور اسے صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اور ان دنوں ہماری جو مخالفت ہو رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس سے گھبرائیں یا ڈریں یا لوگوں پر توکل کر کے حکومت یا اپنے ہم وطنوں سے اپیل کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کے

ازالہ کا صحیح طریق

اختیار کریں۔ یعنی تبلیغ کریں۔ اور محبت میں اور ترقی کریں تا اللہ تعالےٰ ہمارے کام میں برکت دے۔ وگرنہ جبتک مخالف موجود ہیں۔ اس وقت تک مخالفت ہوتی رہے گی۔ اگر آج دب بھی گئی۔ تو کل پھر شروع ہوجائے گی۔ لیکن تبلیغ

ایک ایسا ذریعہ

ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے مخالفین کو بھی ہمارا ساتھی بنا دیگا اس کے بغیر ہمارے سب تعلقات اور دوستی خواہ وہ حکومت سے ہو۔ یا ہم وطنوں سے عارضی علاج ہے۔ جیسے شدید درد کے موقعہ پر بیمار کو افیون دے دی جاتی ہے۔ تا اسے نیند آجائے۔ لیکن یہ اصل علاج نہیں ہوتا۔ اصل علاج یہی ہے۔ کہ تکلیف کے منبع کو دور کیا جائے۔ اسی طرح

ہماری مخالفت کا منبع

اختلاف ہے۔ اور اس کا اصل علاج یہ ہے۔ کہ اسے دور کیا جائے۔ آج میں اسی بات کے دوسرے حصہ کو بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

تبلیغ کے ساتھ ساتھ

اللہ تعالیٰ کے پاس جس کے ساتھ ہمارا حقیقی توکل ہو سکتا ہے ہماری اپیل ہونی چاہیئے۔ گورنمنٹ خواہ کیسی ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی دوسری رعایا کا خیال رکھنے پر مجبور ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ پنجاب کے ایک گورنر نے مجھے کہا تھا۔ کہ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ ہم تمام اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے اسے یہی جواب دیا تھا۔ کہ کم سے کم آپ کا یہ فرض ضرور ہے لیکن میں سمجھتا ہوں۔ انسانی نقطۂ نگاہ سے یہ بات

حکومت کے لئے ناممکن

ہے۔ اور اس کا ایک ثبوت نہایت واضح طور پر ہمارے سامنے آچکا ہے۔ ایک دفعہ فوج میں ملازم احمدیوں کو کوئی شکایت تھی۔ جس کے سلسلہ میں ایک دوست چیف آف دی جنرل سٹاف سے ملے۔ اس نے اظہار ہمدردی کیا۔ اور کہا ہم جانتے ہیں۔ آپ مظلوم ہیں۔ اور ناحق صرف مذہبی مخالفت کی وجہ سے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ آپ وفادار ہیں۔ اور ہر حال میں آپ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ اگر

اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر

دیکھیں۔ تو یقیناً آپ کے مدنظر یہی بات ہوگی۔ کہ جو کام آپ کے سپرد ہے۔ جس طرح بھی ہو سکے۔ وہ چلے۔ یعنی فوجی نظام درست رہے۔ اور اگر ہم آپ کی خاطر دوسروں کو ناراض کرلیں۔ تو کیا آپ ہمیں پوری فوج دے سکیں گے۔ مثلاً ہمیں دو لاکھ سپاہیوں کی ضرورت ہے۔ کیا آپ مہیا کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو سمجھ لیں۔ کہ ملک کی حفاظت کے لئے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ صلح رکھنی پڑتی ہے۔ اور ان کے

احساسات کا لحاظ

ضرور رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن یہ بندوں کا حال ہے۔ اور وہ مجبور بھی ہیں۔ اس لئے

ہماری حقیقی اپیل

اللہ تعالےٰ کے پاس ہونی چاہیئے۔ مگر اللہ تعالےٰ بھی یہ نہیں کیا کرتا۔ کہ فرشتے انسان کی صورت میں بھیج کر امداد کرے جو لوہے کی تلواروں سے لڑیں۔ اور نہ ہی آسمانوں سے آوازیں آیا کرتی ہیں۔ بلکہ وہ

دلوں میں محبت

پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سامان بھی بشری ہی ہوتے ہیں۔ لیکن لوگ سمجھتے نہیں۔ ایک شخص ایک کام کے لئے چھ ماہ تک دعائیں کرتا ہے۔ آخر ایک آدمی اسے مل جاتا ہے۔ جو ایک ہی دن میں اس کا کام کر دیتا ہے۔ اور وہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے کہنے لگ جاتا ہے۔ کہ چھ ماہ تک دعا کرتا رہا۔ تو کچھ نہ بنا۔ اور فلاں آدمی نے ایک ہی دن میں کام کر دیا حالانکہ وہ نادان نہیں جانتا۔ کہ وہ آدمی ملا ہی

دُعا کے نتیجہ میں

تھا۔ اور اپنی ناواقفی کی وجہ سے وہ دعا کی قبولیت کے نتیجہ کو اس کے خلاف سمجھ لیتا ہے۔ ایک شخص کا کوئی عزیز یا وہ خود بیمار ہے۔ وہ صحت کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور اسے کوئی اچھا ڈاکٹر مل جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی دعا کو قبول کر کے اس ڈاکٹر کو بھیج دیا۔ یہ نہیں کہ دعا سے صحت نہ ہوگی۔ اور اس ڈاکٹر نے بیمار کو اچھا کر دیا۔ اس ڈاکٹر کا مل جانا دعا ہی کے نتیجہ میں ہے۔ تو

دل اللہ تعالےٰ کے اختیار میں

ہیں وہ چاہے تو ہمارے دوست پیدا کر دے۔ اور چاہے تو دشمنوں میں پھوٹ ڈال دے۔ مگر جو کچھ بھی ہو۔ دعاؤں کے نتیجہ میں ہی ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری تبلیغ میں وہ ایسا اثر

ڈال دے۔ اور ایسے لوگ جماعت میں داخل ہو جائیں جن کے رعب۔ ہیبت۔ کثرت اور جتھے سے ڈر کر مخالف باز آجائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ مگر جو بھی ہو

دعا کے نتیجہ میں

ہو گا۔ اللہ تعالےٰ سامان بے شک پیدا کر دیتا ہے۔ مگر وہ دعا کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان ہزاروں مشکلات میں گھرا ہوتا ہے اور نہیں جانتا۔ کہ کیا کرے۔ مگر اللہ تعالےٰ غیب سے اس کے لئے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو ہی چھوڑ دیتا ہے۔ اور خیال کر لیتا ہے۔ کہ فلاں وجہ سے میری مشکلات آسان ہو گئیں۔ بعض نادان شکوہ کرتے ہیں کہ ہم دعائیں کرتے ہیں۔ مگر قبول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ اللہ تعالےٰ

دعاؤں کے نتیجہ میں زمینی سامان

پیدا کر دیا کرتا ہے۔ پھر بعض اوقات ایک انسان کسی بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے بچا لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بخار میں مبتلا ہے۔ جو سل کا پیش خیمہ ہے۔ وہ دعا کرتا ہے۔ کہ خدایا میرا بخار اتار دے اور نہ اترنے پر سمجھتا ہے۔ کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اس کے لئے

ایک خطرناک بیماری

یعنے سل مقدر تھی جو اسے معلوم نہیں۔ اور اس لئے نہیں جانتا۔ کہ دعا کی وجہ سے اس کے سر سے کتنی بڑی مصیبت ٹل گئی ہے تو دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ بعض اوقات کسی بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ اور چھوٹی کو اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے رہنے دیتا ہے۔

پس مومن کو اللہ تعالےٰ ابتلاؤں سے آزماتا ہے۔ یہ ابتلا کبھی جانی ہوتے ہیں۔ کبھی مالی۔ کبھی دماغ اور دل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور کبھی عزت کے ساتھ۔ کبھی اس کے احساسات کو صدمہ پہنچایا جاتا ہے۔ کبھی عقل و شعور پر حملہ کیا جاتا ہے۔ کبھی مالی نقصان ہو جاتا ہے۔ کبھی اسے یا اس کے کسی عزیز کو بیماری آجاتی ہے۔ کبھی اس کے مال پر مصائب آتے ہیں۔ غرضیکہ اس پر

کئی رنگ کے مصائب

آتے ہیں۔ اور اس وقت جب وہ اللہ تعالےٰ کے حضور جھکتا ہے تو وہی ابتلاء اور مصائب اس کے لئے

ترقیات کا موجب

ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے ذریعہ اس کے اندر درد اور سوز اور دعا کی توفیق پیدا ہو جاتی ہے۔ تو وہی مصائب اس کی ترقیات کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔

پس

حقیقی کامیابی کا راز

یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی جائیں۔ اور اس یقین کے ساتھ کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ خواہ کوئی ظاہری نتیجہ نکلے یا نہ نکلے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات وہ کسی بڑی بلا کو ٹال دیتا ہے۔ جسکا انسان کو علم نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ صدقات علانیہ اور خفیہ دونوں طرح کیا کرو۔ اور وہ خود بھی اسی طرح کرتا ہے۔ کبھی تو دعا کے نتیجہ میں صاف طور پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ انسان کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ اور بعض اوقات وہ اس کی حاجت روائی کے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کی دعا قبول ہو گئی۔

ایک دفعہ ایک صحابی رات کے وقت صدقہ کرنے کے لئے نکلے۔ تو اندھیرے میں چور کے ہاتھ میں دیدیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو فرمایا ٹھیک ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نصیحت کی ہے کہ صدقات

سرًّا وعلانیۃ

کیا کرو۔ کبھی تو اس طرح کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگے۔ اور کبھی اس طرح کہ دوسرے دیکھیں۔ اور ان کو بھی نیکی کی تحریک ہو۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کبھی تو دعاؤں کے ظاہری نتائج بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور کبھی دوسروں کے دلوں میں تحریک کے ذریعہ اسے قبول کر لیتا ہے۔ کبھی تو ایسے رنگ میں قبول کرتا ہے کہ صاف نظر آتا ہے۔ اس کا ہاتھ اس میں کام کر رہا ہے۔ اور کبھی پوشیدہ طریق پر کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور کسی اور ذریعہ سے کام ہوا ہے۔ لیکن مومن جانتا ہے کہ

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ہے۔ وہ سارا دن محنت کر کے روٹی کماتا ہے۔ مگر پھر بھی یہی کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ وہ آگ میں پڑ کر اسے پکاتا ہے۔ اور پھر بھی یہی کہتا ہے۔ کہ خدا نے کھلائی

پس دعائیں کرو۔ اور

کامل توکل اور یقین کے ساتھ

کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی جماعت کو ضائع نہیں کیا کرتا مصیبتیں بیشک آرہی ہیں۔ اور یہ کیا ہیں۔ ابھی ایسی ایسی آئیں گی کہ جو ذہن میں بھی نہیں آسکتیں۔ مگر یقین رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں دور کر دے گا۔ اور اپنی ستاری کی صفت کے ماتحت ہماری کمزوریوں سے بھی درگذر فرمائے گا۔ اس کا نام جو ستار ہے۔ تو یہ مومن کے لئے ہی ہے۔ پھر اپنی غفاری کی صفت کے ماتحت ہمارے لئے

ان مصائب کے نتائج

بھی بہتر کر دے گا۔ اور اپنا رحم شامل حال کر کے بجائے نیچے گرنے کے ہمیں اوپر اٹھا دیگا۔

پس یہ مصائب کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اور مومن کے لئے کوئی مصیبت نہیں سوائے اس کے کہ اس کے دل میں

دعا کی توفیق اور درد

پیدا نہ ہو۔ اگر یہ نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔

چونکہ بارش اور کیچڑ ہے۔ اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد میں عصر کی نماز بھی پڑھا دوں گا۔ تا دوبارہ آنے کی تکلیف نہ ہو۔

ذکر و فکر

فاستبقوا الخیرات

اے عزیز دنیا میں ایک عمدہ رواج چلا ہے۔ اور وہ یہ کہ سکولوں کالجوں اور گھروں میں لوگ اپنا ایک دستور العمل زندگی یعنے ماٹو Motto لکھ کر لگا لیتے ہیں۔ اور جس چیز یا Ideal (مائی ڈیئل) کو وہ بہترین سمجھتے ہیں۔ اسے اپنا ماٹو بنا لیتے ہیں۔ اور ایسی نمایاں جگہ اسے لکھتے ہیں۔ کہ ہر وقت اس پر نظر پڑ سکے۔ اور دل کو بار بار یاد دلایا جا سکے۔ چنانچہ کسی سکول میں تم یہ لکھا پاؤ گے کہ نالج از پاور یعنے علم ایک بڑی طاقت ہے۔ کہیں لکھا ہوا ہو گا بی لائل ٹو یور کنٹری اپنے ملک کے وفادار بنو۔ کہیں لکھا ہو گا۔ کہ کبھی جھوٹ نہ بولو۔ یا ہمیشہ سچ بولو۔ یا بزرگوں کا ادب کرو۔ یا رحم کرنا سب سے اچھی صفت ہے یا قربانی کرو بنی نوع انسان کے لئے یا اپنے بادشاہ کے وفادار رہو۔ غرض ایسے بہت سے موٹو ہیں جو لوگ لکھتے ہیں۔ اور اپنے پیش نظر رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ بات ہمیشہ ان کی توجہ کو کھینچتی رہے اور بالآخر ان کے اندر رچ جائے۔ مگر اے عزیز قرآن نے تیرے لئے بھی ایک موٹو تجویز کیا ہے۔ تو اس کو لکھوا اور ہمیشہ پیش نظر رکھ۔ اور وہ یہ ہے۔ فاستبقوا الخیرات یعنے سب نیکیوں میں آگے بڑھ جاؤ چنانچہ فرمایا ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات ہر ایک شخص یا قوم نے ایک موٹو اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ پس اے مومن تیرا موٹو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ فاستبقوا الخیرات کیونکہ تیرا مقصد کسی ایک بدی کا چھوڑنا نہیں۔ بلکہ سب بدیوں کے ترک کرنے کا بھی نہیں۔ کیونکہ تیرا مطلب صرف ترک شر نہیں ہے۔ جو ایک ادنیٰ درجہ ہے۔ پھر تیرا مقصد ایک خوبی حاصل کرنے کا بھی نہیں۔ تیرا اصلی مقصد تمام کی تمام نیکیاں اور سب کی سب خوبیاں حاصل کرنے کا ہے۔ اور پھر صرف حاصل کرنا ہی مقصد نہیں۔ بلکہ ہر ایک نیکی میں دوسروں سے مقابلہ کرکے

پانچ مارچ کو یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ۵ مارچ کو جو یوم التبلیغ منایا گیا اس کی رپورٹیں اختصاراً درج ذیل کی جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

جہلم:۔ پانچ مارچ کو پہلے تمام احباب مسجد احمدیہ میں اکٹھے ہوئے۔ اور دو دو نفل نماز پڑھنے کے بعد سب نے مل کر دعا کی۔ بعد ازاں تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے شہر چھاؤنی اور سول لائنز نیز ریلوے سٹیشن پر خوب تبلیغ کی گئی۔ بک ڈپو اور احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کے ٹریکٹ بھی موجود تھے۔ جو تقسیم کئے گئے۔ ٹریکٹوں کے علاوہ مولوی سعد الدین صاحب کی طرف سے ایک ٹائپ شدہ تبلیغی چٹھی مقامی غیر مسلم اعلےٰ حکام کو مع لٹریچر بھجوائی گئی تھی جو تمام افسران نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ (خاکسار محمد فضل)

ڈگری (سندھ) ایک پبلک جلسہ کے ذریعہ ہندوؤں کو اسلام کی فضیلت سے آگاہ کیا گیا۔ لوگ بہت متاثر ہوئے (خاکسار بدر الدین)

بھائی پھیرو (ضلع لاہور) میں یہاں اکیلا ہی احمدی تھا۔ اس لئے صرف سکھوں اور ہندوؤں میں ایک سو ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور زبانی بھی تبلیغ کی۔

(خاکسار ایم ذکاء اللہ خان مدرس)

سرگودہا:۔ پانچ مارچ کو دفود کی صورت میں پچیس غیر مسلموں کو زبانی تبلیغ کی گئی۔ ٹریکٹوں میں سے ستیہ درپن ۱۱۰ اور موجودہ بائیبل الہامی نہیں۔ ۵۰ رسالہ مصباح یکم مارچ ۲۱ اسلام اور ہندو مذہب۔ ۵۰ اسلامی اصول کی فلاسفی ایک دنیا کا محسن ایک اور گیتا بھی تین عدد بھی تقسیم کئے گئے۔ ہندو سکھ اور عیسائی سب اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ اور انہوں نے ہماری باتوں کو نہایت دلچسپی سے سنا۔

(خاکسار محمد سعید سکرٹری تبلیغ)

ٹمڈھ رانجھہ چار مارچ کو بہت سے تبلیغی اشتہارات مختلف عنوانوں سے قلمی لکھ لئے گئے تھے۔ جو پانچ تاریخ کو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر تمام دکانوں اور بازار پر چسپاں کر دئے گئے۔ باقی احباب بھی تمام دن ہندوؤں اور سکھوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ (خاکسار مہدی شاہ سکرٹری تبلیغ)

فیروز پور شہر:۔ یوم التبلیغ اہتمام کے ساتھ منایا گیا اور ہندوؤں اور سکھوں کے کثیر حصہ کو تبلیغ اسلام کی گئی۔

(خاکسار نواب الدین جنرل سکرٹری)

دہلی:۔ ۵ مارچ کو مولوی محمد نذیر صاحب مبلغ نے شہر کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے جماعت کے مختلف احباب کے وفود بنائے۔ اور ایک ایک حصہ ہر ایک وفد کے سپرد کر دیا۔ تاکہ دہلی کا کوئی حصہ پیغام حق سننے سے خالی نہ رہے۔ اس موقعہ پر جماعت دہلی نے ایک اردو کا ٹریکٹ بھی شائع کیا۔ اور جماعت شملہ نے انگریزی کا۔ اندازہ ہے۔ کہ جماعت دہلی کے احباب نے کم از کم ۳۲۷۵ غیر مسلموں کو تبلیغ کی۔ تمام احباب نے شہر کے مختلف حصوں میں چکر لگا کر اور مختلف مندروں اور سماجوں میں جا کر تبلیغ کی۔ مولوی محمد نذیر صاحب مبلغ اور مولوی عبد المجید صاحب مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں کو ملے۔ خواتین نے بھی فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں کماحقہٗ حصہ لیا۔

(خاکسار عبد الواحد اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ)

گگھٹیالیاں۔ سید نذیر حسین صاحب نے جماعت نوشہرہ ککھیوا اور کلا سوالہ کو ہمراہ لے کر مختلف جگہوں پر صداقت اسلام پر سوال تقریریں کیں۔ جو اہل ہندو و سکھ صاحبان نے اطمینان کے ساتھ سنیں۔ عیسائیوں کو بھی وعظ کیا گیا۔ سکھ بھی زیر تبلیغ رہے۔ (خاکسار شیخ غلام رسول سکرٹری تبلیغ)

ٹل ضلع کوہاٹ:۔ پانچ مارچ کو میں نے ہندوؤں عیسائیوں اور سکھوں میں خوب تبلیغ کی۔ اور قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کے شائع کردہ ٹریکٹ لوگوں میں تقسیم کئے۔

(خاکسار ڈاکٹر حکیم عبد الرحیم)

راج پورہ (ریاست پٹیالہ) قصبہ راج پورہ ایک چھوٹی سی لیکن گنجان اور پر رونق بستی ہے۔ ہر مذہب وملت کے لوگوں کا مجموعہ۔ جس کے ہر گلی کوچہ وبازار اور اسٹیشن پر موقع محل کے لحاظ سے کلمۃ الحق سعید روحوں کے گوش گزار کیا گیا۔ سکھ اور سناتنی خصوصیت سے زیر تبلیغ رہے۔

(خاکسار شیخ بہادر علی)

لاہور حلقہ مزنگ ۴ مارچ کو رات کے دس بجے کے قریب ہندو محلوں میں وہ پوسٹر لگائے گئے۔ جو جماعت احمدیہ لاہور نے شائع کئے تھے۔ اور پانچ مارچ کی صبح احباب دو دو تین تین مل کر تبلیغ کے لئے نکلے۔ بہت سے معززین کو پیغام حق پہنچایا۔ مستورات نے بھی مقدور بھر تبلیغ کی۔ سکھ اور ہندو عورتوں نے سوال کئے۔ جن کے وہ جواب دیتی رہیں۔

(جنرل سکرٹری)

مانسہ (پٹیالہ) ۵ مارچ کو ہندوؤں اور سکھوں میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے زمانہ کی حالت بتلائی۔ اور کہا گیا۔ کہ یہ زمانہ ایک کلکی اوتار کے آنے کا مقتضی تھا۔ جو آچکا۔

(خاکسار منصب داد خان)

پوہلہ مہاراں:۔ پانچ مارچ کو ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کی گئی۔ اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا بھی ہماری جماعت کے افراد نے اچھی طرح ثابت کیا۔ (خاکسار اللہ بخش)

رینالہ سٹیٹ (منٹگمری) بازار سٹیشن اور مواضعات میں تبلیغ کی گئی۔ مصباح کے پرچے بھی خرید کر تقسیم کئے۔

(خاکسار سراج الدین)

ملہی افغاناں (ریاست پٹیالہ) پانچ مارچ کو فرداً فرداً غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کی گئی۔ مستورات نے اپنے گھروں کی خاکروبہ کو دعوت اسلام دی۔ سکھوں پر بھی باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا۔ اور بتایا گیا۔ کہ بٹالہ کے پرگنہ میں جس گرو نے آنا تھا۔ وہ آگیا (خاکسار محمد حسین)

محبوب نگر (علاقہ نظام) جماعت کے بعض احباب نے عیسائی حلقہ میں اور بعض نے علمی طبقہ یعنے وکلاء وغیرہ میں تبلیغ کی۔ تلنگی زبان میں فضیلت اسلام پر ایک لیکچر بھی دیا گیا۔ میں نے موچیوں اور درزیوں کو تبلیغ کی۔ (خاکسار محمد عبد الرحیم)

لنگر وال:۔ ۵ مارچ کو مقامی جماعت نے ایک قریبی گاؤں میں پہنچ کر سکھوں کو تبلیغ کی۔ اور گورو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا ثابت کیا۔ (خاکسار مرزا دین محمد)

چک ۴۳۴ (گوجرانوالہ) یوم التبلیغ کے موقعہ پر ہندو اصحاب کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ کلکی اوتار آچکا۔ ایک صاحب نے کہا۔ کہ کرشن اوتار جو آنے والا ہے۔ امرتسر کے نزدیک سنبل شہر میں ہوگا۔ میں نے کہا۔ سمجھنے کی غلطی ہے۔ دراصل اس سے مراد اسلام آباد ہے۔ جو قادیان کا پہلا نام تھا۔ پھر پرگنہ بٹالہ والی پیشگوئی سنائی گئی۔ لوگ اچھا اثر لے کر گئے۔ (خاکسار فضل حق)

ٹوضلع گجرات:۔ یہاں کی تقریباً تمام آبادی سکھوں پر مشتمل ہے۔ بندہ نے نماز اور اذان کا ترجمہ سمجھایا۔ جس سے وہ نہایت محظوظ ہوئے اور کہا ایسی باتیں ہمیں پہلے کسی مسلمان نے نہیں سنائیں۔ (خاکسار محمد الدین از اسماعیلہ)

شادی وال:۔ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مختلف گاؤں میں مقامی احمدیوں نے دو دو تین تین کے گروہ میں منقسم ہو کر تبلیغ کی

(خاکسار غلام محمد سکرٹری تعلیم وتربیت)

مکتوبات احمدیہ کا نیا نمبر

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن

خدا جزائے خیر دے شیخ عرفانی صاحب کو۔ جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کا ایک اور نمبر آج میری نظر سے گذرا ہے۔ یہ وہ خطوط ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکرمی اخویم نواب محمد علی خانصاحب کو تحریر فرمائے ہیں۔ بعض خطوط کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اور وہ باتیں آنکھوں کے آگے پھر گئیں اور کئی واقعات کی یاد تازہ ہو گئی جو پہلے قریباً نسیاً منسیاً ہو گئے تھے۔ حضور علیہ السلام کی کتابیں تمام عالم کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ اور حضور کی ڈائریاں اور مجالس کی تقریریں اپنے اصحاب اور احباب کے مناسب حال تھیں اسی طرح حضور کے مکتوبات بھی خاص خاص طبائع اور مزاج کے لوگوں کے لئے باعث ارشاد تھے۔ چنانچہ پڑھنے والے ان مکتوبات کو پڑھ کر فوراً محسوس کریں گے۔ کہ جو خطوط حضرت خلیفہ اول کو لکھے گئے تھے۔ وہ ان جیسی فطرت اور حالت والے شخص کے لئے مفید ہیں اور جو خطوط میاں عبداللہ صاحب سنوری کو تحریر فرمائے تھے۔ وہ ان جیسی حالت کے لوگوں کے لئے موزون ہیں اور جو خطوط نواب محمد علی خانصاحب کو لکھے گئے ہیں وہ ایسے لوگوں کے کام کے ہیں۔ جن کے مزاج یا حالات کی مناسبت نواب صاحب موصوف سے ہے۔ کوئی جلد مکتوبات کی دوسری جلد سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہر ایک میں نیا رنگ اور نئی بو ہے۔ اور ہر خط میں ایک نئی بات ہے۔ جو دوسرے خط میں نہیں پائی جاتی۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا بہت سا ذخیرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت ہم کو ملا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کے متعلق جو مواد ہے۔ وہ مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی معرفت آئندہ نسلوں کو ملنا مقدر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ وہ خاص خدمت ہے۔ جس کے لئے مشیت ایزدی نے ان کو چن لیا ہے۔ شیخ صاحب کے تھیلے میں ابھی بہت سا مخفی مال ہے۔ جس کو ہنوز انہوں نے جماعت کے سامنے نکال کر نہیں رکھا اور کاغذی اور علمی مال گو لاکھوں کروڑوں روپیہ کا ہو۔ مگر اس کو ہمیشہ تلف ہو جانے کا خطرہ لگا ہوا ہے ساتھ ہی شیخ صاحب موصوف خود ضعیف العمر ہو گئے ہیں۔ اور انسانی زندگی کا یوں بھی کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے جس قدر بھی جلد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطوط اور حالات زندگی شائع ہو جائیں۔ اتنا ہی بہتر ہے۔

گزشتہ جلسہ پر میں نے چند اصحاب مسیح موعودؑ کو دیکھا کہ ان میں عمر کی وجہ سے بڑھاپے کے آثار ترقی کر گئے تھے۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب بھی انہی میں شامل تھے۔ اور اگرچہ ان کے بال اور دانت وغیرہ ان کی تنزل صحت کی فریاد کر رہے تھے۔ مگر ان کی اندرونی آگ وہی تھی جو جوانی میں ہوا کرتی تھی۔ اور غالباً یہ آگ اور ہمت اب بھی اسی برکت سے قائم ہے کہ وہ ایک عظیم الشان امانت کے امین ہیں۔

ان کو ہمیشہ ایک سچی اور بجا شکایت رہتی ہے۔ وہ یہ کہ لوگ ان کی کتابوں کی قیمت کاغذ چھپوائی اور کتابت کی میزان میں تولتے ہیں۔ وہ ان موتیوں کو نہیں دیکھتے جو ان اوراق کی سطر سطر میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ محنت خرچ کر کے ان نایاب جواہرات کو جماعت کے آگے پیش کرتے ہیں۔ تو سوائے معدودے چند آدمیوں کے عام طور پر خریداروں کا ملنا محال ہو جاتا ہے۔ اور اصل خرچ بھی وصول نہیں ہوتا۔ پھر وہ کس برتے پر اگلی جلدیں شائع کریں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ دیوانِ غالب کے تصویر دار اڈیشن جن کی قیمت سینکڑوں روپیہ تک ہے۔ ان کو تو لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید لیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی یا مکتوبات جب شائع ہوں۔ تو ایک روپیہ قیمت کو بھی زیادہ سمجھا جائے۔ حالانکہ ان مکتوبات کو پڑھ کر انسان کے اندر ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے ایمان اور عرفان میں ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس جلد میں سے جو ابھی شائع ہوئی ہے بعض اقتباس ذیل میں صرف اس لئے درج کرتا ہوں۔ کہ احباب اس کی قدر و قیمت سے واقف ہوں۔ خود خریدیں اور دوسرے احباب کو خریدنے کی تحریک کریں۔

جذبات نفسانیہ سے نجات پانیکا طریق

"فی الحقیقت جذبات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز اس صورت کے ممکن نہیں۔ کہ عاشق زار کی طرح خاکپائے محبان الٰہی ہو جائے۔ اور بصدق ارادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ جس کی روح کو روشنی بخشی جائے۔ تا اسی کے چشمہ صافیہ سے اس فرومانده کو زندگی کا پانی پہنچے۔ اور اس تروتازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لائے۔" (صفحہ ۱-۲)

ایک دعا

"جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو۔ کہ اپنی خلوت میں جاؤ۔ اور اپنی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔"

"اے رب العالمین! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کر سکتا تو نہایت رحیم و کریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال۔ تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ اور دین و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا۔ کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔" (صفحہ ۵-۶)

وہ بندے جن کی خدا کی نظر میں قدر ہے

"خداوند ذوالجلال کی جناب میں کوئی کمی نہیں۔ اس کی ذات میں بڑی بڑی عجائب قدرتیں ہیں اور وہی لوگ ان قدرتوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ جو وفاداری کے ساتھ اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص عہد وفا کو نہیں توڑتا۔ اور صدق قدم سے نہیں ہارتا اور حسن ظنی کو نہیں چھوڑتا اس کی مراد پوری کرنے کے لئے اگر خدا تعالےٰ بڑے بڑے محالات کو ممکنات کر دیوے۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایسے بندوں کی اس کی نظر میں بڑی ہی قدر ہے۔ کہ جو کسی طرح اس کے دروازے کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور شتاب باز اور بے وفا نہیں ہیں۔" (صفحہ ۱۷-۱۸)

ادائیگی قرض کی فکر

"محبی عزیزی نواب صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باعث تکلیف دہی یہ ہے۔ کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپیہ آں محب کا قرض دینا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے۔ اور قرضہ کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں۔ یاد پڑتا ہے۔ کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گذر گئے ہوں گے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں۔ کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے۔ تاحتی الوسع اس کا فکر رکھ کر بتوفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے۔ تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں۔ امید کہ جلد اس سے مطلع فرما دیں۔ تا میں اس فکر میں لگ جاؤں کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے۔ اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔" (صفحہ ۷۰ مکتوبات)

جماعت احمدیہ کی شان

"ہماری جماعت اگرچہ غرباء اور ضعفاء کی جماعت ہے لیکن اسے عزیزی علماء اور محققین کی جماعت ہے۔ اور انہی کو میں متقی خداترس اور عارف حقائق پاتا ہوں۔" (صفحہ ۷۱)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی شان

"بیچارہ نورالدین جو دنیا کو عموماً لات مار کر اس جنگل قادیان

میں آبیٹھا ہے۔ بے شک قابل نمونہ ہے۔ بہتیری تحریکیں اٹھیں۔ کہ آپ لاہور میں رہیں۔ اور امرتسر میں رہیں۔ دنیادی فائدہ طبابت کی رو سے بہت ہوگا۔ مگر کسی کی بات انہوں نے قبول نہیں کی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سچی توبہ کرکے دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہے۔" (۹۴ صفحہ)

بیوی سے حسن سلوک

"یہ جو آپ نے اپنے گھر کی نسبت لکھا تھا۔ کہ مجھ کو کچھ بہت خوش نہیں رکھتیں۔ اس میں میری طرف سے یہی نصیحت ہے کہ آپ اپنے گھر کے لوگوں سے بہت احسان اور خلق اور مدارات سے پیش آیا کریں۔ اور غائبانہ دعا کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ انشاءاللہ بہت خوبیاں پیدا ہو جائیں گی۔ دنیا ناپائدار ہے۔ ہر ایک جگہ اپنی مروت اور جوانمردی کا نمونہ دکھلانا چاہیئے۔ اور عورتیں کمزور ہیں۔ وہ اس نمونہ کی بہت محتاج ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ مرد خلیق پر خدائے تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے" (۱۰۱ صفحہ)

خدا کا خوف

"میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا کا خوف بہت دل میں بڑھا لیا جائے تا اس کی رحمتیں نازل ہوں اور تا وہ گناہ بخشے" (۱۲۹ صفحہ)

عفو کی نصیحت

مدرسہ کے استاد نے رخصت سے زیادہ دن اپنے گھر گذار لئے۔ نواب صاحب نے اس کو سزا دی۔ تو اس پر حضور نے فرمایا۔

"عفو اور کرم سیرت ابرار میں سے ہے ......

خدا تو غفور رحیم ہے پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے .....

ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں۔ اور ان سے خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ماسوا اس کے چونکہ میں ایک مدت سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں۔ جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں اور یہی میرا تجربہ ہے۔ پس ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ ہو۔ .... یہ سچ ہے کہ آپ تمام اختیارات رکھتے ہیں۔ مگر یہ محض نصیحۃً للہ لکھا گیا ہے اختیارات سے کام چلانا نازک امر ہے۔ اس لئے خلفائے راشدین نے اپنی خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو سچے دل سے اپنے ساتھ رکھا۔ تا اگر خطا بھی ہو۔ تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر" (صفحہ ۱۴۲-۱۴۳)

ابتلاؤں کا آنا

"ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں۔ اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے۔ جو ابتلاؤں سے خالی ہو۔ ابتلاؤں سے آخر خدا تعالےٰ کا پتہ لگ جاتا ہے۔ حوادث دہر کا تجربہ ہو جاتا ہے۔ اور صبر کے ذریعہ سے اجر عظیم ملتا ہے ...

.. ایمان ایوب نبی کی طرح چاہیئے۔ کہ جب اس کی سب اولاد مر گئی۔ اور تمام مال جاتا رہا۔ تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ میں ننگا آیا اور ننگا جاؤں گا (صفحہ ۱۳۷)

زمین میں رحم کرو تا آسمان میں تم پر رحم کیا جائے

نواب صاحب نے اپنے ایک ملازم کی تنخواہ کم کر دی تو اس کی سفارش حضور نے اس طرح فرمائی:-

"مجھے خیال آیا کہ ایک طرف تو میں نواب صاحب کے لئے پنج وقت نماز میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ان کی پریشانی کو دور کرے اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شکایت ہے کہ ہم اب (ان کے) اس حکم سے تباہ ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں میری دعا کیا اثر کریگی۔ گو یہ سچ ہے کہ خدمتگار کم حوصلہ اور احسان فراموش ہوتے ہیں مگر بڑے لوگوں کے بڑے حوصلے ہوتے ہیں بعض وقت خدا تعالیٰ اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ کسی غریب نادار خدمتگار نے کوئی قصور کیا ہے۔ اور یہ دیکھتا ہے کہ صاحب دولت نے کیوں ایسی حرکت کی کہ اس کی شکر گذاری کے برخلاف ہے ...... حدیث شریف میں آیا ہے ارحموا فی الارض ترحموا فی السماء۔ زمین میں رحم کرو تا آسمان میں تم پر رحم ہو۔ مشکل یہ ہے کہ امراء کے قواعد انتظام قائم رکھنے کے اور ہیں اور وہاں آسمان پر کچھ اور چاہتے ہیں" (صفحہ ۱۴۰)

"میرا تو یہ اصول ہے کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں مگر ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیا رکھتا ہے۔" (صفحہ ۱۴۳)

یہ ذرا سی چاشنی چکھا دینے کے بعد آخر میں میں پھر احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایسی بیش بہا کتب کی قدر کریں اور عرفانی صاحب کے لئے ایسی آسانی مہیا کر دیں کہ وہ باقی جلدیں مکتوبات اور سیرت حضرت مسیح موعود کی جلد سے جلد شائع کر سکیں۔

تصحیح

وصیت ۵۲۷۳ کی اشاعت میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ذیل میں ان کی اصلاح کی جاتی ہے۔

(۱) شہاب الدین کی بجائے مہتاب الدین چاہیئے

(۲) یہ جائداد تقسیم شدہ کے بجائے یہ جائداد غیر منقولہ تقسیم شدہ چاہیئے۔

(۳) ۱۲/۱ کے بجائے ۱۲/۱ چاہیئے

مسلمانان بڈھلاڈا کا جلسہ

مختلف فرقوں میں باہم اتحاد پیدا کرنے۔ مظلومین کے ساتھ ہمدردی کرنے۔ اس علاقہ کے امن پسند اور قحط زدہ غریب مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں کی اشتعال انگیزی سے محفوظ رکھنے اور انہیں شرانگیز سازشوں سے آئندہ بچانے کا انتظام کرنے نیز مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تعلیم کا بندوبست کرنے کے لئے مسلمانان بڈھلاڈا اور تلونڈی کا ایک عام اجلاس چودہری مظفرالدین صاحب بی۔ اے کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مختلف اصحاب نے تقریریں کیں۔ انجمن امداد المسلمین بڈھلاڈا کی از سر نو ترتیب اور ایگزیکٹو کمیٹی کے عہدیداران کے انتخاب کے بعد متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان ایک شائع شدہ اپیل تقسیم کی جائے۔ تا ان میں سے معقول اور سنجیدہ مزاج لوگ بڈھلاڈا کے حادثہ کی تحقیقات اور ملزموں کی گرفتاری میں امداد دیں اور اس شرارت کے مقابلہ کے لئے جو بعض پست فطرت لوگوں کی طرف سے ملک میں بدامنی اور فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ (نامہ نگار)

طبیہ کالج پٹیالہ میں داخلہ

بجوپ اندر الطبیہ کالج پٹیالہ پنجاب کے سندی امتحانات جون کے پہلے ہفتہ شروع ہوں گے۔ جو صاحب "حاذق الحکماء" یا "طبیب اکمل" کے امتحان میں بطور پرائیویٹ شامل ہونا چاہیں۔ انہیں حسب قواعد و ضوابط کالج۔ اپنی درخواست مع فیس جناب شفاء الملک حکیم دلبر حسن خان صاحب ڈائرکٹر کالج ہذا کی خدمت میں بھیج دینی چاہیئے۔ جو درخواست خلاف قواعد ہوگی۔ اس کے روپے واپس کر دئے جائیں گے۔ کالج کا نیا داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ انٹرنس یا منشی یا مولوی یا ہندی رتن پاس یا ان کے برابر کے تعلیم یافتہ طلباء کو کالج میں داخل کیا جاتا ہے۔ اس سال سے کالج میں ایک سپیشل کلاس بھی کھولی جائے گی۔ جس کا کورس چھ ماہ کا ہوگا اس میں صرف وہی اصحاب داخل ہو سکینگے جن کے پاس کسی مستند اور مسلمہ طبیہ کالج کی سند ہوگی۔ جماعت کا نام "ماہر طب و جراحت" ہوگا۔ درخواست آنے پر پراسپکٹس مفت ارسال کئے جائیں گے۔

پرنسپل

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس وائٹ پیپر پر غور کرنے کے لئے ۲۶ مارچ کو ڈاکٹر سر محمد اقبال کے زیر صدارت دہلی میں منعقد ہوا۔ اور ایک ریزولیوشن مرتب کیا گیا۔ جس میں وائٹ پیپر کی تجاویز پر اظہار مایوسی کرتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ اس میں مسلم کانفرنس کے مطالبات کو منظور نہیں کیا گیا۔ نیز گورنمنٹ سے درخواست کی گئی کہ ان تجاویز میں تبدیلیاں کی جائیں۔ صوبجات کو مالی انتظامی اور قانون سازی سے متعلقہ امور میں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جائیں۔ گورنروں اور گورنر جنرل کے اختیارات میں کمی کی جائے۔ پبلک ملازمتوں میں مسلمانوں کو مناسب نمائندگی دی جائے اور فوج کو ایک مقررہ میعاد کے اندر ہندوستانی بنا دیا جائے۔ ایک دوسرے ریزولیوشن میں مطالبہ کیا گیا کہ فیڈرل اسمبلی کے اپر ہاؤس کے لئے انتخاب براہ راست ہو اور وہاں بھی مسلمانوں کے لئے نشستیں مخصوص رکھی جائیں نیز صوبجات میں ایوان اعلیٰ قائم نہ کیا جائے۔ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ دہلی و اجمیر کو بھی فیڈرل اسمبلی کے اپر ہاؤس میں ایک ایک نشست دی جائے۔ اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی اور اسمبلی کے ہندو ممبران کی ایک مشترکہ میٹنگ ڈاکٹر مونجے کے مکان پر ۲۶ مارچ کو دہلی میں منعقد ہوئی اور اس موضوع پر بحث ہوتی رہی کہ ہندوؤں کو وائٹ پیپر کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ آخر میں چند اصحاب پر مشتمل ایک سب کمیٹی ریزولیوشن مرتب کرنے کے لئے مقرر کی گئی۔

کانگرس کا اجلاس قریب آجانے کی وجہ سے پولیس نے ہوڑہ اور سیالدہ کے سٹیشنوں پر کڑی نگرانی شروع کر دی ہے اور ہر ایک آمدہ ٹرین کے مسافروں کی نگہداشت کی جاتی ہے چنانچہ اس نگرانی کے نتیجہ کے طور پر ۲۶ مارچ کو آٹھ آدمیوں کو پولیس نے حراست میں لے لیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ بہار اور یو۔ پی کے ڈیلیگیٹ تھے۔ علاوہ ازیں جن مقامات کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے کہ وہ کانگرس ڈیلیگیٹوں کی رہائش کے لئے استعمال ہونگے ان کی بھی سپیشل نگرانی کی جاتی ہے۔

مشہور ڈاکو جگو جو رنجیت سنگھ کی سمادھ پر بم پھینکنے کے سلسلہ میں مطلوب تھا۔ اور جس کی تلاش پولیس عرصہ سے کر رہی تھی۔ ۲۶ مارچ کو پٹیالہ میں ایک بم کے دھماکے سے ہلاک ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس سے بچنے کے لئے جو اس کا تعاقب کر رہی تھی دبھاگا جا رہا تھا کہ اس کا پاؤں پھسل گیا اور اس کے قبضہ میں جو بم تھے گر کر پھٹ گئے۔ جس سے وہ شدید مجروح ہوا اور وہیں ہلاک ہو گیا۔

بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنوری ۱۹۳۳ء میں ہندوستان کے اندر ۹ کروڑ ۳ لاکھ گز غیر ملکی کپڑا آیا جس میں سے ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ گز بنگال میں۔ ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ گز بمبئی میں ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ گز کراچی میں ۶ ملین گز مدراس میں اور ۷½ ملین گز برما میں خرچ ہوا۔ اس میں جاپانی کپڑا ۱۴ ملین گز ہے

چین و جاپان کی جنگ کے سلسلہ میں آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ جاپان نے چینی شہروں کو نذر آتش کرنا شروع کر دیا ہے علاوہ ازیں دیوار چین کے جنوب میں جاپانی ہوائی جہازوں نے بم گرائے جس سے متعدد اشخاص مجروح و ہلاک اور ہزاروں گھر تباہ و برباد ہو گئے۔

حکومت بنگال کو موٹر ٹیکس کے ماتحت فروری ۱۹۳۳ء تک ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار پانچ سو روپیہ کی آمد ہوئی۔ صرف کلکتہ کی آمد ۹ لاکھ ۸۶ ہزار ہے۔

جنیوا سے ۲۶ مارچ کی اطلاع ہے کہ چینی سفیر نے لیگ آف نیشنز کو ایک نوٹ لکھا ہے جس میں جیہول پر جاپان کے قبضہ کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جاپان اب مین چین پر حملہ کرنے کی بھی تیاری کر رہا ہے اور اس کا ارادہ سارے چین کو فتح کرنے کا ہے۔ چینی سفیر نے لیگ کے سکرٹری سے درخواست کی ہے کہ یہ نوٹ لیگ کے تمام ممبران میں مشتہر کر دیا جائے۔

گورنر پنجاب نے ۲۵ مارچ کو لائلپور میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس ضلع کے بیشتر حصہ میں موجودہ تشخیص مالیہ کی میعاد ختم ہونے والی ہے یا ختم ہو چکی ہے۔ قانون کے رو سے اگرچہ کسی لحاظ سے بھی حکومت کے ذمہ یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ مکرر تشخیص کرے۔ لیکن چونکہ بہت سے اصحاب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ تشخیص از سر نو ہونی چاہیئے اس لئے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ باوجود بعض مشکلات کے اس سال کے دوران میں مکرر تشخیص مالیہ کا کام شروع کر دیا جائے۔

اسمبلی میں گورنمنٹ کو ۲۵ مارچ فنانس بل پر پہلی مرتبہ شکست ہوئی جبکہ چکوں پر ٹکٹ لگانے کی تحریک ۳۴ کے مقابلہ میں ۴۸ ووٹوں کی کثرت سے مسترد ہو گئی۔

عبدالکریم مرتد ایڈیٹر مباہلہ و کیپر مباہلہ پریس امرتسر کو ایک قابل اعتراض مضمون کی اشاعت کی بناء پر پریس ایکٹ کے ماتحت نوٹس دیا گیا ہے کہ وہ ۳ اپریل ۱۹۳۳ء تک چھ ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرے ورنہ پریس کو بند کر دے۔

آل انڈیا مسلم پارلیمنٹ کے نام سے دہلی میں ایک انجمن قائم کی گئی ہے۔ جس کا آل انڈیا مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس سے کوئی تعلق نہیں۔

چٹاگانگ میں ۲۷ مارچ کو ایک یورپین سب انسپکٹر پولیس مسٹر ڈیکسٹ کو جو مقامی پولیس سٹیشن کا انچارج تھا کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ پولیس کا خیال ہے کہ یہ حملہ انقلاب پسندوں کی طرف سے ہوا ہے۔

جلپائی گوڑی (بنگال) میں پولیس نے ایک ایسے مجمع پر جو امتناعی حکم کے باوجود ایک کانگرسی مظاہرہ میں شریک ہوا۔ ۲۶ مارچ کو گولی چلا دی۔ جس سے ایک شخص ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔ ۹ کانگرسی والنٹیروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

سر آغا خاں نے ۲۷ مارچ کو لنڈن میں ایک پریس نمائندہ سے دوران ملاقات میں کہا کہ مسلمان جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے ساتھ ضرور تعاون کرینگے۔ اور اپنے سیاسیات کے وسیع تجربہ کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ پارلیمنٹری کمیٹی وائٹ پیپر کی تجاویز کو بہتر بنا دیگی۔

پارلیمنٹ میں ۲۷ مارچ کو وائٹ پیپر پر بحث شروع ہو گئی۔ سر سیموئل ہور نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ایک طبقہ تو یہ کہتا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ ہم نے ہندوستانیوں کے مطالبات کو ٹھکرا دیا ہے۔ ان حالات میں اپنی تجاویز آخری فیصلہ کے لئے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ سراسر غلط ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی جنرل پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی کی ہے پارلیمنٹ نے اگر اس امر کو نظر انداز کر دیا کہ ہم نے سال بہ سال ہندوستان کو آئینی ترقی کی مسلسل قسطوں کا یقین دلایا ہے تو اس کا یہ فعل نہایت غیر دانشمندانہ ہو گا۔ بایں ہمہ ضروری ہو گا کہ پارلیمنٹ جن تجاویز کو منظور کرے وہ ایسی نہ ہوں۔ جو ایگزیکٹو گورنمنٹ کو مرکز یا صوبجات میں کمزور کر دیں۔ نیز گورنمنٹ مرکزی لیجسلیچر میں والیان ریاست کے نمائندگی حاصل کرنے کو بہت اہمیت دیتی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۲۷ مارچ کو ہوم سکرٹری نے بتایا کہ گورنمنٹ نے وائٹ پیپر کی اشاعت پر گاندھی جی کو بیان دینے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ اجازت دے۔ البتہ وہ گورنمنٹ کو اپنے خیالات سے مطلع کر سکتے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی